OPEN ACCESS
Journal of Semitic Religions
ISSN (Print): 2958-7514
ISSN (Online): 2958-7522
https://jsrpk.com/index.php/Journal

نبی کریم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے اخلاق کریمہ، مرویات الوفود علی النبی "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کی روشنی میں ایک استنباطی مطالعہ

The Best Manners of the Holy prophet, An Inferential Study in the Light of the Traditions of the Delegation Towards the Holy Prophet "Peace Be Upon Him"

Syed Shah Hassan
Ph. D Research Scholar, Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad/Principal GHSS Qasim Toru Mardan

Dr. Hafiz Muhammad Sajjad
Associate Professor, Faculty of Arabic and Islamic Studies, AIOU
msajjadaiou@hotmail.com

Abstract

The life of the "Holy Prophet (PBUH) has been an elegant and bright role model for all people of all time in all walks of life. Ethics and manners is one of the most vital aspect of human life. On one hand the "Holy prophet (PBUH)" was a teacher of morality and on the other hand he demonstrated the same by his sublime action in practical life. An important part of his life was the delegations with whom he interacted in such a way that imparts us different lessons. The following article entails the transcendent lesson of manners and morality which has been deduced from the traditions of the delegations.

Keywords: Delegation, Morals, Prophet Muhammad, Patience, Goodness

تمہید

امام الانبیآء "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" کی حیات مطہرہ ہماری زندگی کے ہر شعبہ کے لئے ایک روشن اور دائمی نمونہ ہے۔ لیکن نظریہ اخلاق کا جو نمونہ ان وفود کے ساتھ تعامل میں نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے عالم کے روبرو پیش کیا ہے۔ وہ لاجواب ہے۔ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کی حیات مطہرہ کے اس پہلو کے تذکرہ میں ان مسائل اور حالات کو جمع کیا ہے جن میں نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے ان وفود کے ساتھ انداز گفتگو، وفود کے رویہ کا بہترین انداز میں جواب اور ان کے ساتھ خیر خواہی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اس لئے اس پہلو کی اہمیت اس لئے بھی مسلمہ ہے کہ اخلاق کو اسلام کا ایک چوتھائی حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اس مقالہ میں آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے اخلاق کریمانہ

CC BY

کی امثلہ کتب حدیث سے شامل کی گئی ہیں۔

صبر

حضرت جابر بن عبد اللہ "رضی اللہ تعالی عنہما" فرماتے ہیں۔ کہ یہ آیت {وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ} اشجع قبیلہ کے ایک شخص جو فقیر تھے، تنگ دست تھے اور اس کا اہل وعیال بہت تھا، وہ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے پاس آئے اور آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" سے سوال کیا تو نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے جواب دیا کہا کہ اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔ تو وہ اپنے رفقاء کی طرف لوٹ گیا تو انہوں نے پوچھا کہ اللہ تعالی کے پیامبر نے آپ کو کیا بخشا؟ اس نے جوابا کہ کچھ نہیں۔ اور فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور صبر کرو۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اس کا بیٹا بھیڑوں کو لے کر آگیا۔ دشمن نے اس کو پکڑا تھا، پس وہ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے پاس آیا۔ اور ان بھیڑوں کے بابت دریافت کیا۔ اور ساتھ بھیڑوں کی خبر دی۔ تو نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ اس کو کھاؤ۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ {وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ} [الطلاق: 2] حاکم نیساپوری نے اس کو علی شرط شیخین قرار دیا ہے۔ البتہ انہوں نے اپنی کتابوں میں اس کی تخریج نہیں کی۔[1]

مسند "امام احمد" میں۔۔۔ کعب بن مالک کی سند سے نقل کیا ہے کہ جس نے اولین بیعت کی تھی وہ براء بن معرور "رضی اللہ تعالی عنہ" تھے، پھر باقی قوم نے اس کی پیروی کی۔ جب ہم نے نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" سے بیعت کی۔ تو شیطان نے عقبہ کے سرے سے باآواز بلند ایسی چیخ ماری جو میں نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ کہ اے جباجب (جگہ کا نام ہے) کے لوگوں کیا آپ کو مذمم (العیاذ باللہ) کی کوئی فکر ہے۔ اور صابی اس کے ساتھ ہیں؟ انہوں نے آپ کے خلاف جنگ پر اتفاق کیا ہے۔ علی بن اسحاق نے کہا کہ اللہ کے دشمن شیطان نے جو کہا اس کی مراد نبی خاتم "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" تھے۔ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا" یہ عقبہ کا سرسبز علاقہ ہے۔ یہ دشمن کا بیٹا ہے۔ اے اللہ کے دشمن سن لو۔ اللہ کی قسم میں تیرے لئے فارغ ہوتا ہوں" ۔ پھر نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ اپنے کجاوں کی طرف اٹھو۔ کہا، پس اس سے عباس بن عبادۃ بن نضلہ نے کہا، اللہ کی قسم جس نے آپ کو برحق بھیجا ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو ہم ضرور اہل منی پر اپنی تلواروں سے ہلہ بول دیں گے۔ تو نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ مجھ کو اس چیز کا حکم نہیں دیا گیا۔ کہا، پس ہم واپس ہوئے اور سوگئے یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو قریش کا ایک جھتا آدھمکا یہاں تک کہ ہم اپنے منزل پر پہنچے تو انہوں نے کہا کہ اے خزرجیوں ہمیں خبر آئی ہے کہ آپ ہمارے ساتھی (نبی پاک "علیہ الصلاۃ والتسلیمات") کے پاس آئے ہو اور ان کو ہمارے ہاں سے لے کر جارہے ہو، اور ہمارے ساتھ جنگ کے لئے اس کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہو۔ اللہ کی قسم ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی کی آگ بھڑکا کر پورے عرب

میں تم سے زیادہ کوئی ہمیں مبغوض نہیں ہوگا۔۔[2]

اخلاقی پہلو:

صبر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ہر قبیلہ سے اس کی آمد کا سبب پوچھا۔ اس لئے آنے والوں سے ان کی مراد پوچھنا ضروری ہے۔ کفار قریش نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کی دعوت میں حائل ہوئے اور آپ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" کو تکلیف دی اور، لوگوں کو آپ کے خلاف کرنے کی کوشش کی، لیکن آپ نے جواباً ان کو کوئی سخت بات نہیں کی۔ اور صبر کیا۔

نرمی اور تحمل

آنس بن مالک "رضی اللہ تعالی عنہ" کہتے ہیں، کہ ایک مرتبہ ہم مسجد میں نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک شتر سوار آیا۔ اونٹ کو مسجد میں بٹھا کر باندھ دیا۔ استفسار کیا کہ آپ میں محمد "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کون ہیں۔ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" اس وقت لوگوں میں تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ ہم نے بتایا کہ محمد "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" یہ سفید رنگ والے بزرگ ہیں جو تکیہ لگا کر تشریف رکھتے ہیں۔ پھر وہ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" سے مخاطب ہوا "اے عبد المطلب کے بیٹے" تو آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا۔ بولو میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔ وہ بولنے لگا کہ میں آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" سے کچھ دین کی باتیں پوچھنا چاہ رہا ہوں اور کچھ سختی سے پوچھوں گا تو آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" دل میں برا نہ کیجئے گا۔ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے جواب دیا کہ خفہ نہیں ہوتا جو تیرا جی کرے پوچھو۔ تو وہ بولنے لگا کہ میں آپ کو آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے رب اور پہلے لوگوں کے پالنے والے کا حلف دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو اللہ تعالی نے کل جہاں کے لوگوں کی طرف رسول مبعوث کیا ہے۔ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ ہاں بالکل، پھر وہ کہنے لگا میں آپ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" کو اللہ کا حلف دیتا ہوں کہ کیا اللہ تعالی نے آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کو رات دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ ہاں بالکل، پھر وہ کہنے لگا میں آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کو اللہ کی حلف دیتا ہوں کہ کیا اللہ عزوجل نے آپ کو حکم دیا ہے کہ سال کے اس مہینہ یعنی رمضان کے روزے رکھو۔ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا، جی ہاں بالکل پھر وہ عرض کرنے لگا میں آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا اللہ تعالی نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے مالدار لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے پھر ہمارے ہی محتاجوں میں بانٹ دیا کریں؟ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ جی ہاں بالکل، پس وہ آدمی کہنے لگا جو حکم آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے پاس سے لائے ہیں، میں ان پر ایمان لایا اور میں اپنی قوم کے لوگوں کا بھیجا ہوا ہوں جو یہاں نہیں آئے ہیں۔۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے۔ میں بنو سعد بن بکر کے خاندان کا ہوں۔۔[3]

اخلاقی پہلو:

مسجد میں سواری لانا جائز ہے۔ البتہ آج کل اس چیز کا خیال رکھا جانا ضروری ہے کہ مسجد میں گندگی نہ ہو کیونکہ مساجد کو صاف رکھنے کا بھی حکم ہے۔ امام کا اپنے متبعین کے مابین تکیہ لگا کر بیٹھنا جائز ہے۔ یہ تکبر نہیں ہے۔ سائل کے ساتھ نرمی اور عاجزی سے پیش آنا بلند اخلاق کی علامت ہے۔ تعارف کے لئے بہترین الفاظ کا انہوں نے منتخاب کرنا چاہیئے

مہربانی اور تحائف

حضرت آنس بن مالک "رضی اللہ تعالی عنہ" کہتے ہیں، رسول اللہ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" ایک اعرابی پر گزرے وہ اپنی نماز میں دعا پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" نے اس اعرابی پر ایکٍ شخص مقرر کیا، اور فرمایا کہ جب وہ نماز پڑھ لے تو اس کو میرے پاس لاؤ۔ جب نماز پڑھ لی تو آپ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" کے پاس آیا، رسول اللہ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" کے پاس بعض معادن سے سونا آیا تھا۔ جب اعرابی آیا تو آپ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" نے اس کو وہ سونا ہدیہ فرمایا۔ اور پوچھا کہ کس قبیلہ کے ہو تو اس نے جواباً کہا کہ یارسول اللہ میں بنو عامر بن صعصعہ سے ہوں۔ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے پوچھا کہ تجھے پتہ ہے کہ میں نے تجھے کیوں سونا ہدیہ کیا ہے؟ تو اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمارا اور آپ کا جو مہربانی کا رشتہ ہے اس کی خاطر۔ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ یقیناً رشتہ کا حق ہے لیکن میں نے تجھے یہ ہدیہ اس لئے دیا کہ تو نے نہات خوبصورت طریقہ سے اللہ کی تعریف کی ہے۔[4]

اخلاقی پہلو:

مہربانی کا رشتہ رکھنا ضروری ہے۔ تحائف سے محبت بڑھتی ہے۔ اخلاق میں سے نام اور قبیلہ کا پوچھنا بھی ہے۔

اچھی سفارش کرنا اور معاف کرنا

حزام بن خالد "رضی اللہ تعالی عنہ" روایت کرتے ہیں، جب خزاعہ سے وفد نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کی خدمت میں آیا۔ وہ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" سے مدد مانگ رہے تھے۔ انہوں نے کہا، یارسول اللہ یقیناً آنس بن زُنیم آپ کی ہجو کرتا ہے۔ تو رسول اللہ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" نے اسکے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ جب مکہ فتح ہوا تو وہ مسلمان ہوا اور نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے خدمت میں آیا اور عذر کرنے لگا ان باتوں کے بارے میں جو آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" تک پہنچیں تھیں۔ نوفل بن معاویہ الدیلی "رضی اللہ تعالی عنہ" کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیما (دشمنوں کو سب سے زیادہ) معاف فرمانے کے لائق ہیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ ہم آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کا احترام کرتے ہیں۔ ہم نے نہ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کو جاہلیت میں تکلیف دی اور نہ ہی اسلام میں آپ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" کو دھوکہ دیں گے۔ تو نبی خاتم "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" نے اسے معاف فرمایا۔ نوفل نے

کہا کہ میرے والدین آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" پر قرباں ہو جائیں۔انس بن زنیم، ساریہ بن زنیم کا بھائی تھا۔ یہ وہی تھا جس کو جناب عمر "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" نے آواز دی تھی کہ "یَا سَارِیَۃُ! اَلْجَبَلَ" 5

اخلاقی پہلو:

اسلام اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ کسی کو مسلمان کبھی دھوکہ نہ دے۔ کیونکہ اس سے اسلام کی بدنامی ہو گی۔ شفیع سفارش کرتے وقت مخاطب کی اچھی صفات کا تذکرہ کرے تاکہ شفاعت کی امید قوی ہو جائے۔ معافی انسانی اخلاق کا معراج ہے۔

لطف، احسان اور صلہ رحمی

عبداللہ بن عمرو بن عاص "رضی اللہ عنہما" کہتے ہیں کہ جب قبیلہ ہوازن کا وفد رحمت عالم "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" کے پاس آیا اور ہم آپ کی خدمت میں تھے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ اے محمد! ("علیہ الصلاۃ و التسلیمات") ہم شریف اور اعلیٰ نسب لوگ ہیں اور جو مصیبت اور آفت ہم پر آئی ہے آپ سے وہ مخفی نہیں، آپ ہمارے ساتھ احسان کریں، تو اللہ تعالیٰ آپ پر احسان کرے گا۔ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے ان کو فرمایا، کہ مال، عورتوں اور اپنے بچوں میں سے کوئی ایک چن لو، تو انہوں نے کہا، آپ نے ہمیں اپنے اہل وعیال اور مال میں سے کوئی ایک منتخب کرنے کا اختیار دیا ہے تو ہم اپنی خواتین اور اولاد کو لینا چاہتے ہیں، اس پر آپ نے فرمایا" میرے اور بنو مطلب کا میں جو حصہ ہے وہ تو میں آپ کو لوٹاتا ہوں، پھر جب میں نماز ظہر ادا کرلوں تو آپ لوگ کھڑے ہو جائیں اور کہیں، ہم رسول اللہ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے وسیلہ سے آپ تمام مسلمانوں سے اپنی خواتین اور اولاد کے سلسلہ میں مدد کے طلب گار ہیں"۔ چنانچہ جب لوگوں نے نماز ظہر پڑھ لی تو یہ لوگ کھڑے ہوئے اور یہی بات دہرائی، تو رسول اللہ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" نے اس پر فرمایا، کہ میرا اور بنو عبد المطلب کا جو حصہ ہے وہ تمہیں سونپتا ہوں، یہ سن کر مہاجرین نے بھی کہا کہ ہمارا جو حصہ ہے وہ رسول اللہ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کی نذر، پھر انصار نے بھی ایسا ہی کہا کہ ہمارا جو حصہ ہے وہ رسول اللہ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے حوالے، اس پر اقرع بن حابس "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" نے کہا، کہ میں اور بنو تمیم اپنا حصہ نہیں لوٹائیں گے۔ عیینہ بن حصن "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" نے بھی ایسا کہا، کہ میں نے اور بنو فزارہ نے اپنا حصہ واپس نہیں کرنا۔ عباس بن مرداس "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" نے بھی کہا، کہ وہ اور بنو سلیم اپنا حصہ واپس نہیں کریں گے۔ یہ سن کر بنو سلیم قبیلہ والے کھڑے ہوئے اور اس کی تردید کی کہ تم نے غلط کہا، ہمارا حصہ بھی رسول اللہ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" کے حوالے ہے۔ رسول اللہ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا، لوگو! ان کی عورتوں اور بچوں کو انہیں واپس کر دو اور جو کوئی بغیر کسی بدلے نہ دینا چاہے تو اس کے لیے میرا وعدہ ہے کہ مال فئی میں اللہ تعالیٰ جو سب سے پہلے عطا کر دے گا، میں اس کے ہر غلام کے بدلے چھ اونٹ عطا کروں گا، یہ کہہ کر آپ اپنی سواری پر بیٹھ گئے، تو لوگ آپ

کے گرد جمع ہوئے۔ اور عرض کرنے لگے کہ مال غنیمت میں ہمیں ہمارا حصہ بانٹ دیجئیے، انہوں نے آپ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" کو ایک درخت کا سہارا لینے پر مجبور کر دیا جس سے آپ کی چادر اس میں الجھ کر آپ سے جدا ہوگئی تو آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا "لوگو مجھے چادر تو واپس لا دیں، اللہ کی قسم اگر تمہارے لیے تہامہ میں درختوں کی تعداد کے برابر بھی اونٹ ہوئے تو وہ میں تم میں بانٹ دوں گا، آپ مجھے کنجوس، ڈرپوک اور جھوٹا نہیں پائیں گے، اور ایک اونٹ کے پاس آکر اپنی انگلیوں کے مسابین اس کے کوہان کے بالوں کا ایک گچھا لے کر فرمانے لگے، کہ سن لو، فئی میں سے میرا کچھ نہیں ہے اور اتنا بھی نہیں ہے اونٹ کے بالوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ خمس کے سوا اور خمس بھی بالاخر تمہیں لوگوں کو لوٹا دیا جاتا ہے"۔ یہ بات سن کر ایک شخص بالوں کا ایک گچھا لے کر آپ کے پاس آیا، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولمیں نے بالوں کا یہ گچھا لیا تھا تا کہ اس سے اپنے اونٹ کے پھٹے ہوئے پالان کو ٹھیک کر لوں، تو آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا" میرا اور بنو مطلب کا جو حصہ ہے وہ آپ کا ہو" اس آدمی نے کہا کہ کیا یہ اس درجہ تک شدید اور اہم بات ہے؟ پس مجھے اس سے کچھ نہیں لینا، یہ بول کر اس نے وہ گچھا مال فیٔ میں ڈال دیا، اور رسول اللہ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا لوگو "سوئی و دھاگا بھی لا کر جمع کرو، اس لئے کہ مال غنیمت میں خیانت اور چوری قیامت کے دن چور اور خائن کے لیے ندامت اور شرم کا سبب ہو گا"۔[6]

بیہقی کی سنن الکبیر کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ان کا خطیب زہیر بن صُرد اٹھا۔ اور کہا کہ اے رسول اللہ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" جو قیدی عورتیں مویشیوں کی باڑے میں ہیں ان میں آپ کی خالائیں، پھوپھیاں اور دیکھ بال کرنی والیاں ہیں۔ جنہوں نے آپ کی کفالت کی ہے۔۔ اور باتیں کیں اور اشعار سنائے۔ لوگوں کو اپنا مال واپس کرنے تک کا ذکر کیا ہے۔[7]

زہیر بن صرد کا تعلق سعد بن بکر سے تھا۔ زنجویہ کی روایت میں اشعار کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ اس نے کہا کہ اگر یہ حیثیت ہم حارث بن ابی شَمِر اور نعمان بن المنذر کو دیتے اور پھر ہم پر ایسی مصیبت آتی تو ان سے لطف واحسان کی توقع کرتے۔ آپ ان میں بہترین ہیں جن کی کفالت کی گئی ہو۔ پس ہم پر لطف فرما، اللہ آپ کے ساتھ احسان کرے گا۔ اس نے رسول اللہ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے لئے اشعار کہے، جس میں رشتہ داری کے ساتھ کفالت کا تذکرہ کیا۔

اوزاعی کی نقل کردہ روایت میں یوں ہے کہ ۔۔۔ اتنے میں ہوازن آگئے۔ اور فریاد کیا کہ یارسول اللہ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" آپ بیٹے ہیں اور ہم باپ، آپ کو مسلمانوں کے سامنے شفیع بنانے کے لئے۔ اور مومنوں کو آپ کے پاس شفیع بنانے کے لئے آئے ہیں۔ آپ نے جو ہمارے بچے اور عورتیں پکڑی ہیں۔ وہ ہمیں واپس دیدیں۔ اللہ اور اس کے رسول "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے لئے ہمارے دل خوش ہو جائیں گے ۔۔۔۔ اور مومنوں کا قوی اپنے کمزوروں کو لوٹاتا ہے۔ اور اعلی ادنی کو، اور ادنی ان سے جڑا ہو۔[8]

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے ہوازن کے وفد سے حنین میں فرمایا اور ان سے

مالک بن عوف نضری کے بارے میں دریافت کیا۔ کہ مالک کا کیا ہوا؟ کہا کہ وہ طائف میں ہے۔ تو نبی خاتم "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" فرمانے لگے کہ مالک کو خبر دو کہ اگر وہ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے پاس مسلمان ہو کر آئیں تو وہ اس کو اس کا اہل، مال اور ساتھ میں سو اونٹ بھی دے دوں گا۔۔۔[9]

اخلاقی پہلو

کسی سے احسان اور لطف کی درخواست کرنا جائز ہے۔ لوگوں کی آراء کا احترام کرنا چاہیئے۔ امیر کو رائی برابر اپنے شرعی حق سے زیادہ لینا جائز نہیں۔ قومی حقوق میں امراء، عاملین اور عوام کو چاہیئے کہ لوگوں کو اجمالا اپنے حقوق معاف کیا کریں۔ تاکہ روز قیامت وہ پکڑا نہ جائے۔ رشتہ داری کا واسطہ دے کر سفارش کو مضبوط کرنا درست ہے۔ اہم امور میں فیصلہ کا اختیار امراء، سرداروں کے مشورے کے بغیر نہیں کرنا چاہیئے۔ بخل، ڈر، جھوٹ اور خیانت اچھی صفات نہیں ہیں۔

احسان جتلانا ناسمجھی ہے

اس آیت کے بارے میں مقاتل بن حیان لکھتے ہیں {يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا} [الحجرات: 17] کہ یہ بنو اسد بن خزیمہ کے بارے میں نازل ہوئی جو اعراب تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم آپ کے طرف بغیر لڑے آگئے ہیں۔ اور ہم نے اپنے خاندان اور اموال چھوڑے ہیں۔ اور اعراب کا ہر قبیلہ آپ سے لڑا ہے یہاں تک کہ وہ اسلام میں زبردستی داخل ہوئے۔ پس ہمارا (اس کی وجہ سے) آپ پر حق ہے۔ تو اللہ نے یہ آیات نازل کیں ۔"{يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ} [الحجرات: 17]" پس اس وجہ سے اس کا آپ پر حق ہے۔ {إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ} اور انہی کے بارے میں نازل ہوئی۔ {وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ} [محمد: 33] ۔۔۔۔[10]

سعید بن جبیر ؒ نے ابن عباس "رضی اللہ تعالی عنہ" سے نقل کیا ہے۔ کہ بنو اسد کا قبیلہ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے پاس آیا اور آپ سے باتیں کیں کہ مُضر آپ سے لڑے اور ہم ان سے تعداد میں کم نہیں ہیں۔ اور نہ ہی ہمارا اسلحہ کند ہے۔ ہم نے آپ سے رشتہ کا خیال رکھا تو آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے ابو بکر اور عمر کو فرمایا، کہ ان سے اسی طرح بات کرسکتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ ان کی سمجھ نہیں ہے۔ اور ابلیس ان کی زبان سے گویا ہے۔ عطاء اپنی روایت میں کہتے ہیں۔ کہ اللہ تبارک و تعالی نے یہ آیت نازل کی۔ {يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا} [الحجرات: 17] الْآيَةَ[11]

اخلاقی پہلو

احسان جتلانا سخت ناپسندیدہ ہے۔ کسی کے نامناسب طرز گفتگو کا جواب اسی طرز میں دینا درست نہیں۔

عزت افزائی کرنا

جریر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جب نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" مبعوث ہوئے تو میں آپ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" کے پاس چلا آیا۔ تو آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ اے جریر کس چیز کے لئے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کرنے آیا ہوں۔ کہا کہ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے میرے لئے چادر بچھائی اور پھر اپنے صحابہ کے چہرہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ جب آپ کے پاس کسی قوم کا معزز آجائے تو اس کو عزت دو۔ اور حدیث بیان کی جس میں ہے کہ اس کے بعد اس نے مجھے جب بھی دیکھا تو اپ کے چہرے پر مسکراہٹ ہوتی تھی۔[12]

جریر بن عبد اللہ البجلی فرماتے ہیں، میں نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے طرف آیا کہ اس کے ہاتھ اسلام پر بیعت کروں۔ تو اس نے اس کا ہاتھ پکڑ اکر تمام مسلمانوں کے لئے خیر خواہی پر بیعت کی، اور یہ کہ "جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا تو اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔"[13]

جریر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جب وہ مدینۃ النبی کے قریب ہوئے۔ تو اپنی سواری بٹھائی اپنی زنبیل کھولی۔ پس میں داخل ہوا اور نبی خاتم "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ تو میں نے نبی خاتم "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" کو سلام کیا تو لوگوں نے مجھے گھور کر دیکھا۔ میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ اے عبد اللہ کیا رسول پاک "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے ہمارے بارے میں کچھ فرمایا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں آپ کا اچھے الفاظ مین تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" فرمانے لگے کہ اس دروازے یا اس مقام سے سے آپ کے پاس یمن کا بہترین آدمی داخل ہوگا۔ بے شک اس کے چہرے پرے پر فرشتوں کی طرح حسن ہے۔ تو میں نے اس ازمائش پر اللہ کی پاکی بیان کی جس میں مجھے ڈالا۔[14]

ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جریر بن عبد اللہ "رضی اللہ تعالی عنہ"، نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے ان صحابہ میں سے تھے جو آخر میں ایمان لائے تھے۔ فرماتے ہیں، کہ اس نے رسول خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے ساتھ مسلمانوں کی خیر خواہی پر بیعت کی۔ اور خیر خواہی اور حیاء ایمان میں سے ہے اور نماز اور روزہ ایمان میں سے نہیں؟[15]

حضرت آنس "رضی اللہ تعالی عنہ" فرماتے ہیں کہ جریر بن عبد اللہ "رضی اللہ تعالی عنہ" نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے پاس داخل ہوئے تو لوگوں نے اپنی جگہوں پر بخل کیا، یعنی نے اس کے لئے جگہ فراخ نہیں کی، تو نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے آپ کی طرف اپنی چادر پھینکی اور بیٹھنے کے لئے فرمایا، جریر نے اس کو لے کر اپنے

چہرے اور گلے سے لگایا اور آپ کے پیٹھ پر ڈال کر واپس کر دیا۔ اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ، اللہ آپ کو عزت بخشے جیسا کہ آپ نے میری عزت افزائی کی۔ تو رسول اللہ نے فرمایا کہ جب آپ اس کے پاس اپنی قوم کا معزز آجائے تو اس کی عزت کرے۔ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے اپنے اصحاب کو دیکھا اور تین مرتبہ فرمایا" اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے۔"[16]

اخلاقی پہلو:

جب خیر خواہی اور حیا بھی ایمان کا حصہ ہے تو نماز اور روزہ بطریق اولی ایمان کا حصہ ہے۔ مجلس میں نئے آنے والے کے لئے جگہ چھوڑنی چاہیئے۔ کسی قوم کے معزز شخصیت کو عزت کی جگہ پر بٹھانا چاہیئے۔ جو ان کی شان کے موافق ہے۔ اگر ایک بندہ پر وٹو کول دے تو دوسرا بھی اسی کے موافق جواب دے۔ مسلمانوں کو ان کی خیر خواہی کی خبر دینا جائز ہے۔ مسلمانوں سے خیر خواہی جتنی ہو سکتی ہے کرنی چاہیئے۔ باپ کا فرض بنتا ہے کہ بیٹے کی اچھی تربیت کرے اور اس کے نسب کا انکار نہ کرے۔ بیٹا باپ کے تھکان اور غصہ کی حالت میں انتہائی خیال رکھے۔ کہ اس کو تکلیف نہ ہو۔ صلہ رحمی یہ ہے کہ جب رشتہ توڑ لیا جائے تو آپ اس کو جوڑیں۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

قتادۃ بنو خثعم کے ایک شخص سے روایت بیان کرتے ہیں، کہ میں نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے پاس آیا ۔ اور وہ اپنے رفقاء کے گروہ میں موجود تھے۔ کہا کہ میں نے پوچھا کہ تم وہ ہو جو یہ دعوی کرتے ہو کہ تم اللہ کے رسول ہو۔ فرمایا کہ بالکل، میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ، کونسا عمل اللہ کو پسند ہے؟ فرمایا، ایمان۔ میں نے سوال کیا پھر کونسا؟ فرمانے لگے کہ صلہ رحمی۔ پھر میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول، کونسا عمل اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے؟ فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالی کے ساتھ کسی کو شریک بنانا۔ کہا، میں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ پھر کونسا عمل اللہ کو بہت زیادہ ناپسند ہے؟ فرمایا کہ صلہ رحمی کاٹنا۔ کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ پھر کونسا عمل اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے؟ فرمایا کہ برائی کا حکم دینا اور نیکی سے منع کرنا۔[17]

اخلاقی پہلو

رشتہ داروں سے صلہ رحمی کو جوڑنا سب سے بہترین عمل ہے جب کہ اس کو کاٹنا سب سے بدترین عمل ہے۔ کسی کو نیکی سے روکنا بھی بڑا گناہ ہے۔ اور کسی کو برائی کی ترغیب دینا بھی۔

احسان اور فراخدلی

عدی بن حاتم "رضی اللہ تعالی عنہ" کی لمبی روایت میں ہے۔ کہتے ہیں۔۔۔ کہ رسول اللہ "علیہ الصلاۃ و

التسلیمات" ہم پر گزرے۔ آپ کے پیچھے ایک شخص تھا۔ یہ علی بن ابی طالب تھے۔ اس شخص نے مجھے اشارہ کیا کہ آپ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" سے بات کروں، میں نے اس کو آواز دی اور کہا کہ اے اللہ کے رسول اللہ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" میرا بیٹا مر گیا اور وافد بھاگ گیا۔ مجھ پر لطف فرمائیں، اللہ آپ پر لطف فرمائے گا۔ رسول اللہ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" نے پوچھا کہ آپ کا وافد کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ عدی بن حاتم۔ فرمایا کہ اچھا وہ جو اللہ تعالی اور اس کے نبی خاتم سے بھاگا۔ پھر وہ چلا گیا اور میری طرف توجہ نہیں دی۔ یہاں تک کہ کل پھر اسی وقت آپ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" مجھ پر گزرے اور وہی شخص آپ کے پیچھے تھے۔ تو اس نے مجھے اشارہ کیا کہ اس سے بات کروں۔ میں نے اس کو آواز دی اور کہا، اے اللہ کے رسول "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" میرا بیٹا مر گیا اور وافد بھاگ گیا۔ مجھ پر لطف کرو، اللہ آپ پر لطف فرمائے گا۔ رسول اللہ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" نے پوچھا کہ آپ کا وافد کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ عدی بن حاتم۔ فرمایا کہ اچھا وہ جو اللہ تعالی اور اس کے نبی خاتم سے بھاگا۔ پھر وہ چلا گیا اور میری طرف توجہ نہیں دی۔ جب تیسرے دن اسی وقت آپ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" مجھ پر گزرے اور آپ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" کے پیچھے علی "رضی اللہ تعالی عنہ" تھے اور مجھے اشارہ کیا کہ ان سے بات کروں تو میں نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ دو مرتبہ تو بات کر چکی ہوں۔ کہنے لگے پھر بات کر لو، میں نے اس کو آواز دی اور کہا کہ اے اللہ کے رسول "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" میرا بیٹا مر گیا اور وافد بھاگ گیا۔ مجھ پر لطف کرو، اللہ آپ پر لطف فرمائے گا۔ رسول اللہ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" نے پوچھا کہ آپ کا وافد کون ہے؟ میں نے بتایا کہ عدی بن حاتم۔ فرمایا کہ اچھا وہ جو اللہ تعالی اور اس کے نبی سے بھاگ گیا۔ پھر وہ چلا گیا اور میری طرف توجہ نہیں دی۔ فرمایا کہ ٹھیک ہے جاؤ تم اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہو۔ جب کسی کو پاؤ جو آپ کے گھر کی طرف جا رہا ہو تو اس کو بتاؤ کہ تجھے ساتھ لے لے۔ کہا کہ میں چلی تو مجھے تنوخ کے ساتھی ملے جو تیل لے کر جا رہے تھے۔ انہوں نے تیل فروخت کیا اور اب واپس ہو رہے تھے۔ انہوں نے مجھے ساتھ لیا اور اس اونٹ پر بٹھایا۔ عدی نے کہا کہ تب اس نے بتایا کہ تم احمق آدمی ہو، تیری قوم میں جو تیری طرح نہیں تھے وہ شرافت میں تجھ پر غالب آ گئے ہیں۔ اس آدمی (نبی خاتم "علیہ الصلاۃ و التسلیمات") کے ہاں جا کر اپنا حصہ وصول کرو۔ میں نے دل میں کہا کہ میری پھوپھی نے میری خیر خواہی کی ہے۔ تو قسم سے میں اس شخص کے پاس آؤں گا۔ تو اگر میں نے وہ دیکھا جس نے مجھے خوش کر دیا تو لے لوں گا اور کچھ اور دیکھا تو واپس ہو جاؤں گا۔ میں اپنے دین کے بارے میں بخیل تھا۔ پس میں مدینہ پہنچا اس حال میں کہ مجھے امن حاصل نہیں تھا۔ میں مسجد پہنچا تو وہاں ایک بہت بڑا مجمع دیکھا۔ اور جس بھی قوم میں گیا ہوں۔ تو پہچانا گیا ہوں۔ جب میں اس حلقہ میں پہنچا تو سلام کیا۔ رسول اللہ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" نے مجھ سے پوچھا کہ کون ہو۔ میں نے کہا کہ عدی بن حاتم طائی ہوں۔ آپ کے لئے خوشی کی بات یہ تھی کہ عرب کے معززین اور سردار آپ کو سلام کیا کرتے تھے۔ پس آپ اس حلقہ سے لپکے اور میرا ہاتھ پکڑ لیا، اور مجھے اپنے گھر کی طرف روانہ کیا۔ جب وہ میرے ساتھ جا رہا تھا تو ایک عورت نے آپ کو آواز دی۔ جس کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا۔ کہ اے رسول اللہ "علیہ

الصلاۃ والتسلیمات" ہماری آپ کے پاس ایک حاجت ہے۔ تو کھڑے کھڑے ان کے ساتھ الگ ہو گئے۔ یہاں تک کہ میں نے آپ کا لمبا انتظار کیا۔ میں نے دل میں کہا کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں۔ کہ آپ میرے اور نعمان بن منذر کے دین پر نہیں ہو۔ اور اگر تم بادشاہ ہوتے۔ تو ایک لڑکا اور عورت اس کے ساتھ اتنی دیر نہ کھڑے ہوتے۔ جتنا میں نے دیکھا ہے۔ پس اللہ نے میرے دل میں ان کی محبت ڈالی۔ یہاں تک کہ میں اس کے گھر پہنچا۔ انہوں نے میرے لئے تکیہ رکھ دیا جو سوکھی گھاس سے بھرا ہوا تھا۔ میں اس پر بیٹھ گیا۔ جب کہ وہ خود زمین پر بیٹھ گئے۔ میں نے دل میں کہا کہ ایسا، پھر مجھے فرمایا، کیا تجھے مسلمانوں سے اس لئے الگ کیا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ "لا الہ الا اللہ" ؟ تو کیا اللہ کے علاوہ کوئی الہ ہے؟ کیا تجھے مسلمانوں سے اس لئے الگ کیا کہ وہ یہ کہہ رہے تھے، کہ اللہ اکبر؟ تو کیا اللہ سے بڑا کوئی تم جانتے ہو؟ پس (وہ ایسی ہی باتیں فرما رہے تھے) کہ میں مسلمان ہوا اور اللہ نے میرے دل سے عیسائیت کی محبت دور کر دی۔ پس میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" ہم ایسے علاقہ میں ہیں۔ جو شکار والی ہے۔ تو ہم میں سے کوئی اپنی تیر سے شکار کرتا ہے۔ اس کا ایک یا دو دن پیچھا نہیں کیا جاتا پھر وہ مردہ حالت میں مل جاتا ہے۔ جس میں اس کی تیر ہوتی ہے۔ تو کیا وہ اس کو کھائے؟ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ ہاں اگر چاہے تو۔[18]

اخلاقی پہلو:

غلاموں کو آزاد کرنا، غریبوں اور مسکینوں کو طعام کھلانا اور ان کی حاجات پوری کرنا ہر ملت میں بھلائی کے کام تصور ہوتے ہیں۔ رشتہ داری جوڑنا بھی ہر ملت میں نیکی کا کام سمجھا جاتا ہے۔ عدی بن حاتم "رضی اللہ تعالی عنہ" نے اسلام لانے سے قبل ہی آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے اخلاق کی گواہی دی۔ احسان اور فراخدلی کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔

امانت

حذیفہ "رضی اللہ تعالی عنہ" سے مروی روایت میں ہے کہ نجران سے ایک بار بعض لوگ آئے اور عرض کرنے لگے کہ آپ ہمارے ساتھ کوئی امانت دار شخص بھیج دیں۔ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ایسے امانت دار شخص کو بھیجوں گا جو واقعتاً امین کہلانے کا حقدار ہو گا، یہ سن کر صحابہ کرام "رضی اللہ تعالی عنہم" سر اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے، (کہ یہ کون ہو گا) پھر نبی خاتم "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" نے ان کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ "رضی اللہ تعالی عنہ" کو بھیج دیا۔[19]

تزہید بالدنیا

ابو سعید خدری "رضی اللہ تعالی عنہ" فرماتے ہیں کہ نجران کا ایک آدمی رسول اللہ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے پاس آیا اور اس نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ تو رسول اللہ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے اس سے منہ موڑا اور

فرمایا کہ بلاشبہ آپ میرے پاس آئے تو آپ کے ہاتھ میں جہنم کی آگ کا انگارہ تھا۔[20]

ابن حبان کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ اس شخص سے نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے کوئی سوال نہیں پوچھا تو وہ شخص اپنی بیوی کے پاس واپس آیا، اس کو اس بات سے آگاہ کیا۔ اس کی بیوی نے سمجھایا کہ آپ کی کوئی بات ہے۔ اس لئے نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے پاس واپس جا، اور سونے کی انگوٹھی پھینک دو۔ جب اس نے اجازت مانگی تو اجازت مل گئی، رسول اللہ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کو سلام کیا تو آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے سلام کا جواب دے دیا، اس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ نے مجھ سے منہ موڑا تھا، آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" فرمانے لگے کہ تیرے ہاتھ میں جہنم کا انگارہ تھا۔ کہنے لگے یا رسول اللہ میں بہت انگارے لایا ہوں دراصل وہ بحرین سے زیورات لایا تھا۔ تم جو لائے ہو، ہمیں اس کا بس تنا ہی فائدہ ہے۔ جو حرۃ کے کسی پتھر کا ہو سکتا ہے۔ لیکن ہاں وہ دنیاوی زندگی کا سامان ہے۔ اس شخص نے کہا کہ اپنے اصحاب میں میری براءت بیان کر دیں کہ وہ یہ گمان نہ کریں کہ آپ مجھ سے کسی وجہ سے ناراض ہیں۔ تو رسول کریم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کھڑے ہوئے اور اس کی براءت ظاہر کی۔ اور فرمانے لگے کہ وہ سب ان کی انگوٹھی کی وجہ سے تھا۔[21]

اخلاقی پہلو:

صحابہ کرام "رضی اللہ تعالی عنہم" کا نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے حکم کا منتظر ہونا کہ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" انہیں امین مقرر کریں گے اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام سب امانت دار تھے۔ جن لوگوں کی موجودگی میں جو مسئلہ یا معاملہ ہوا ہو، جس سے انہوں نے کوئی حکم اخذ کیا ہو، تو اگر اس معاملہ یا حکم میں کوئی رتبدیلی واقع ہو تو اس کے بارے میں انہی لوگوں کو خبر دار کرنا ضروری ہے تا کہ غلط فہمی کی وجہ سے نقصان اٹھانا نہ پڑے۔ اگر کسی شخص کو اعلانیہ مطعون کیا گیا ہو تو اس کی برائت بھی اعلانیہ ہونی چاہیئے۔ اور اگر خفیہ طور پر ہوا ہو تو برائت بھی خفیہ طور پر ہو۔ جھگڑالو اور فسادیوں سے الگ رہنا پسندیدہ ہے۔

ادب الاختلاف

عبد اللہ بن زبیر "رضی اللہ تعالی عنہ" کہتے ہیں کہ بنو تمیم کا وفد نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے پاس آیا تو ابو بکر "" رضی اللہ تعالی عنہ " نے فرمایا، قعقاع بن معبد بن زرارۃ کو ان پر امیر مقرر کیا جائے، حضرت عمر "رضی اللہ تعالی عنہ " نے کہا، اسکی بجائے اقرع بن حابس کو ان پر امیر مقرر کرنا چاہیئے۔ حضرت ابو بکر "رضی اللہ تعالی عنہ " کہنے لگے کہ آپ مجھ سے محض اختلاف کر رہے ہیں۔ تو حضرت عمر "رضی اللہ تعالی عنہ " کہنے لگے کہ میرا تجھ سے اختلاف کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ پس وہ جھگڑنے لگے یہاں تک کہ ان کی آوازین اونچی ہو گئیں۔ تو اس بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تُقَدِّمُوا} [الحجرات: 1][22]

قناعت اور رحم دلی

سہل بن حنظلیہ "رضی اللہ تعالی عنہ" کہتے ہیں کہ ہم نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات"۔۔۔کے مسجد کے دروازہ تک پہنچے۔ تو وہاں کسی نے اونٹ بٹھایا ہوا تھا۔ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ جب ان کو کھاؤ تو یہ صحت مند ہوں اور سوار ہو تو تندرست ہوں۔ پھر چلے یہاں تک اپنے گھر پہنچ گیا تو فرمانے لگے۔ گویا کہ وہ کسی بات پر غصہ تھے۔ کہ جو لوگوں سے مالدار ہوتے ہوئے مانگے تو وہ اپنے لئے جہنم کے انگارے زیادہ کرتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ "ظَھْرِ غِنًی "کا مطلب کیا ہے۔ تو فرمانے لگے کہ ایک شخص جانتا ہو کہ اس کے گھر والوں کے پاس دو وقت کا کھانا موجود ہے۔[23]

بیہقی کی حدیث میں ذکر ہے کہ۔۔۔ کتنی مالداری ہوتے ہوئے سوال نہیں کرنا چاہیئے۔ جواب دیا کہ جب اس کے پاس ایک دن رات یا رات دن سیر ہو کر کھانے کے لئے موجود ہو۔۔۔[24]

اخلاقی پہلو:

ناجائز بات پر غصہ ہونا فطری عمل ہے۔ کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو خود معنی لینے کی بجائے براہ راست قائل سے پوچھنا چاہیئے۔ جب تک ممکن ہو۔ اسلام میں بے زبان جانوروں کی صحت کا خیال رکھنے کے اصول موجود ہیں۔ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کی موجودگی میں تواضع، ادب اور اطاعت سے پیش آنا واجب ہے۔ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" کی موجودگی میں آپ کی آواز پر اپنی آواز اونچی کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ رائے کا اختلاف جائز ہے، اس شرط پر کہ شرعی حدود سے تجاوز نہ کیا جائے۔ قناعت اختیار کرنا چاہیئے۔

گفتگو اور لباس کے آداب

ابو تمیمہ۔ طریف بن مجالد البصری بلجہیم کے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" کے پاس آئے تو میں نے آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" سے درخواست کی، کہ مجھے وصیت کیجئے۔ تو آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ کسی کو گالی نہ دو۔ اور نیکی کو حقیر مت جانو چاہے بھائی سے ہی کیوں نہ بات کر رہے ہو۔ اور تم اس کی طرف پورا چہرہ پھیر کر بات کرو چاہے تم کسی پینے والے کے برتن میں اپنی ڈول سے پانی انڈیل رہے ہو۔ لنگ نصف پنڈلی تک پہنو اگر یہ نہ ہو تو پھر (کم از کم) ٹخنے تک تو ہونا ضروری ہے۔ اور شلوار یا لنگ (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے سے بچتے رہنا اس لئے کہ (ٹخنوں سے نیچے) لنگ یا شلوار لٹکانا تکبر ہے۔ اور اللہ تکبر کو سخت ناپسند کرتا ہے۔[25]

اور بیہقی کی شعب الایمان میں ہے۔۔۔ کہ کسی کو گالی نہ دو۔ یا فرمایا کہ کسی چیز کو بھی گالی مت دو۔ پس میں نے نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے قول کے بعد کسی بکری اور اونٹ کو بھی گالی نہیں دی۔ اور نیکی کو حقیر مت سمجھو چاہے بھائی سے بات ہی کیوں نہ کر رہے ہو۔ اور تم اس کی طرف پورا چہرہ پھیر کر بات کرو۔ چاہے تم کسی پینے والے

کے برتن میں اپنی ڈول سے پانی انڈیل رہے ہو۔ اور نصف پنڈلی تک لنگ پہنو اگر یہ نہ ہو تو پھر کم از کم ٹخنے تک ہو۔ اور لنگ یا شلوار (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے سے بچتے رہنا اس لئے کہ (ٹخنوں سے نیچے) لنگ یا شلوار لٹکانا تکبر ہے۔ اور اللہ تکبر کو سخت ناپسند کرتا ہے۔۔۔[26]

اخلاقی پہلو:

گالی دینے سے منع کیا گیا۔ حتی کہ بے جان اور جانور کو بھی گالی نہیں دینا چاہیئے۔ کسی نیکی کو کمتر نہ سمجھنا۔ جب کسی سے بات کریں تو اس کی طرف پورا چہرہ پھیر کر بات کرنی چاہیئے۔ اس میں مخاطب کا اکرام ہے۔ تکبر سخت ناپسندیدہ ہے۔ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کو غرور و تکبر قرار دیا گیا ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے۔

بہادری اور سخاوت

حضرت ابو بکرۃ "رضی اللہ تعالی عنہ" سے منقول ہے کہ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے پاس بنو تمیم کا وفد آیا، جس میں عمرو بن اھتم، قیس بن عاصم اور زبرقان بن بدر شامل تھے۔ تو نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے عمرو بن اھتم سے سوال کیا کہ تم زبرقان بن بدر کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ "اس کی اپنی مجلس میں بات مانی جاتی ہے، سخت مقابلہ کرنے والا ہے، پیچھے جو بھی ہو اس کو روکنے والا ہے۔ تو زبرقان بن بدر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ، اللہ کی قسم یہ میرے بارے میں اس سے زیادہ معلومات رکھتا ہے۔ لیکن یہ میرے ساتھ حسد کرتا ہے۔ تو عمرو نے کہا کہ اللہ کی قسم اے اللہ رسول یہ مروت کو خطرے میں ڈالنے والے، تنگ باڑے والے (انٹوں کی کثرت کے باوجود بخیل)، برے حال، بے وقوف باپ والا ہے۔ اللہ کی قسم پہلے میں نے جھوٹ نہیں بولا اور پھر بھی سچ کہا، لیکن میں جب راضی تھا تو خوبصورت بولا اور جب غصہ ہوا تو برا بولا۔ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ بلاشبہ بعض باتیں سحر انگیز ہوتی ہے۔ اور بعض اشعار مبنی بر دانائی ہوتے ہیں۔[27]

ابو ہریرہ "رضی اللہ تعالی عنہ" نقل کرتے ہیں کہ میں نے جب سے نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" سے بنو تمیم کے بارے میں تین (3) باتیں سنی ہیں تب سے وہ مجھے محبوب ہیں۔ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ دجال کے بالمقابل میری امت کے سب سے قوی لوگ ہیں۔۔ اور حضرت عائشہ کے ہاں ان کی ایک لونڈی تھی، تو نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے ان سے فرمایا کہ اسے آزاد کر دو۔ اس لئے کہ یہ اسماعیل "علیہ الصلاۃ والسلام" کی اولاد ہے۔ اور جب ان کے صدقات آئے تو آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ یہ میرے اپنے لوگوں کے صدقات ہیں۔ بخاری نے اس کو اپنی صحیح میں زہیر بن حرب سے نقل کیا ہے۔۔[28]

قیلہ بنت مخرمہ کہتی ہیں کہ ہم رسول اللہ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے پاس آئے تو آپ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" نے فرمایا۔۔۔ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ پانی اور درخت میں شریک ہیں۔ اور مصیبت زدہ کے

بارے میں باہم تعاون کرتے ہیں۔ [29].

عمران بن حصین "رضی اللہ تعالی عنہ" سے منقول ہے کہ بنو تمیم کا ایک وفد نبی خاتم "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" نے ان کو فرمایا، اے بنو تمیم خوش خبری قبول کرو۔ تو وہ کہنے لگے کہ خوش خبری تو آپ ہمیں دے چکے ہیں، اب کچھ مال عنایت کریں۔ ان کے یوں جواب دینے پر نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار دیکھے گئے، اس کے بعد اہل یمن کے کچھ لوگوں کا وفد نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے ان سے فرمایا کہ بنو تمیم نے تو خوش خبری قبول نہیں کی لیکن آپ قبول کرلیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" ہم نے خوش خبری قبول کرلی۔[30]

اخلاقی پہلو:

عطیات اور نیک باتیں رد کرنا نامناسب ہے۔ خوش خبری قبول کرنا چاہیئے۔ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ مصیبت زدہ کے بارے میں باہمی تعاون اور غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اوپر والا ہاتھ دینے وال ہوتا اہے۔ صدقہ کا آغاز اپنے اہل وعیال سے شروع کرنا چاہیئے۔ کوئی شخص دوسرے پر زیادتی نہ کرے۔ بہادری اور سخاوت اچھی جبکہ بزدلی اور بخل بری صفات ہیں۔

صلہ رحمی اور سلامتی

عمرو بن عبسہ "رضی اللہ تعالی عنہ" فرماتے ہیں کہ وہ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کی خدمت میں آئے اور سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ کے ساتھ اس کام میں کون ساتھ ہیں تو آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" فرمانے لگے، ایک آزاد اور ایک غلام۔ میں نے سوال کیا کہ اسلام کسے کہتے ہیں؟ فرمایا، پاکیزہ باتیں اور کھانا کھلانا، میں نے سوال کیا، ایمان کسے کہتے ہیں؟ فرمایا کہ صبر اور فراخ دلی، میں نے پوچھا کہ کونسا اسلام افضل ہے؟ فرمایا کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ ہو۔ میں نے پوچھا کہ کونسا ایمان افضل ترہے؟ فرمایا کہ اچھے اخلاق۔۔۔[31]

ابو امامہ کی روایت میں ہے کہ۔۔۔ جو شخص مسلمان غلام کو آزاد کرے۔ تو اللہ تعالی اس کے ہر ہر عضو کے بدلے اس کے اعضاءدوزخ سے آزاد کرے گا۔ اور جس نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو بے شک جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ تو جنت کے داروغے اس کو بلائیں گے کہ جس دروازے سے چاہو داخل ہو۔[32]

اخلاقی پہلو:

جان کی حفاظت اور رشتوں کو جوڑنا، نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کی تعلیمات میں سے ہیں۔ مسلمان کے

ہاتھ اور زبان سے کسی کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیئے۔ پاکیزہ باتیں کرنا، طعام کھلانا، فراخ دلی اور صبر جیسے بلند اخلاق اسلام کا مغز ہیں۔ رب کی ناپسندیدہ باتوں کو چھوڑنا افضل جہاد ہے۔

والدین سے احسان

سیدنا ابوہریرہ "رضی اللہ تعالی عنہ" کہتے ہیں کہ ایک صحابی معاویہ بن حیدۃ، رسول "علیہ الصلاۃ و التسلیمات" کی پاس حاضر ہوئے۔ اور پوچھا کہ یا رسول اللہ میرے بہترین برتاؤ کا مستحق ترین کون ہے؟ فرمانے لگے کہ تیری والدہ۔ پھر سوال کیا کہ اس کے بعد کون ہے؟ جواب دیا کہ تیری والدہ۔ اس نے پھر سوال کیا کہ اس کے بعد کون ہے؟ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ آپ کی والدہ۔ اس نے سوال کیا کہ اس کے بعد زیادہ حقدار کون ہے؟ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے جواب دیا، پھر تمہارا والد۔[33]

اور تنویر الفکرۃ میں ہے کہ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ. تمہاری والدہ۔ میں نے سوال کیا کہ پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں، پھر تیرا باپ، پھر رشتہ دار، پھر رشتہ دار۔[34]

حقوق نسواں اور حیا

معاویہ بن حیدۃ قشیری نقل کرتے ہیں۔ کہ وہ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے ہاں آئے۔۔۔ یہاں تک کہ میں آپ کے آگے کھڑا ہوا۔ قسم سے بتائیں کہ کیا اللہ نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ یہ وہی ذات ہے جس نے تجھے بھیجا ہے جو تم کہتے ؟ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ ہاں۔ اس نے کہا کیا اللہ نے تجھے ہمیں حکم دینے کا کہا ہے؟ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر سوال کیا کہ آپ ہماری خواتین کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ فرمانے لگے کہ وہ آپ کی کھیتیاں ہیں۔ پس اپنی ہی کھیتیوں میں جس ہیئت سے چاہو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سکتے ہو۔ اور انہیں وہیطعام کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو۔ اور وہی لباس پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔ ان کو مت مارو اور ان کی تذلیل مت کرو۔ سوال کیا کہ کیا ہم جب جمع ہوں تو اپنے بھائی کی زوجہ کو دیکھیں؟ فرمایا کہ نہیں۔ کہا کہ تب ہم بکھر جائیں گے۔ کہا کہ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے اپنا مبارک ران دوسرے کے اوپر رکھتے ہوئے فرمایا کہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ اس بات کا سب سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔ کہا کہ میں نے آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کو سنا فرماتے تھے۔ کہ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کیا جائے گا اوران پر فدام (یعنی ان کے منہ بند) ہوں گے۔ انسان میں سے سب سے پہلے اس کی ہتھیلی اور ران بات کریں گے۔[35]

مسند "امام احمد" کی روایت میں ہے کہ۔۔۔ اس کو چہرے پر مت مارو، اس کی تذلیل نہ کرو اور اس کے ساتھ قطع تعلق کرو بھی تو صرف گھر کے اندر تک رکھو، یہ تو نامناسب ہے، جبکہ آپ ایک دوسرے سے حلال طریقے سے نفع بھی اٹھاتے ہو۔[36]

اخلاقی پہلو:

بہترین انسانی سلوک کی سب سے زیادہ حقدار والدہ ہے۔اور پھر والد ہے۔پھر اس سے نزدیک رشتے آتے ہیں۔ نامحرم عورت سے پردہ کرنا واجب ہے۔عورتوں کو وہی کھلانا اور پلانا ضروری ہے جو شوہر خود کھائے۔ اپنی حیثیت کے مطابق ان کو پہنائے۔عورتوں کو جسمانی یا ذہنی اذیت دینا، چہرہ پر مارنا، گالی دینا، ان کو ذلیل کرنا سخت جرم ہے۔عورت سے علیحدگی گھر کے اندر ہو، معاملات گھر سے باہر لے کر نہیں جانے چاہیئں جھوٹ کی بنیاد پر لوگوں کو ہنسانا مکروہ فعل ہے۔

سچی تعریف کرنا

عبد اللہ بن عباس "رضی اللہ تعالی عنہ" کہتے ہیں کہ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے ہاں ازد شنوۃ کے چار سو آدمی آئے۔ تو نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" فرمانے لگے کہ ازد کو خوش آمدید، لوگوں میں سے خوبصورت ترین چہروں والے، پاکیزہ منہ والے، اور ملاقات میں سب سے بہادر ترین، اور امانت میں بہت بڑے امانت دار ہیں۔ آپ کا شعار یامبرور ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے لیکن شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی [37]

اخی میمی کے "فوائد" میں ہے، کہ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے فرمایا کہ۔۔۔ ملاقات میں زیادہ سننے والے، بڑے امانت دار ہیں۔ آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں۔ میرے بھائیوں کا نعرہ ہے یامبرور۔ [38]

اخلاقی پہلو:

قبیلہ ازد کی فضیلت اور ان کے لئے اللہ کی نصرت کا ثابت ہونا۔ نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کا ازدیوں کو اپنا بھائی قرار دینا۔ مہمانوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کرنا۔ مہمانوں کی خوبصورتی اور خوب سیرتی کی تعریف کرنا، منہ صاف رکھنا، بہادری، امانتداری اور توجہ سے بات سننا بہترین اخلاق میں سے ہیں۔ کسی کا قوم کا اچھی شہرت کے طور پر کوئی شعار مشہور ہونا۔ اچھے خاندان میں سے ہونے کی خواہش کرنا جائز ہے۔ اپنے ماں باپ کی اچھے خاندان کی طرف نسبت ہونے کی تمنا جائز ہے۔

ناحق کسی کو سزا نہ دینا

نبی خاتم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" فرماتے ہیں کہ دینے والا ہاتھ اوپر والا ہاتھ ہے۔ اپنے اہل وعیال سے شروع کرو، اپنی ماں سے، باپ سے، بہن سے اور بھائی سے اور اس سے قریب تر۔ تو انصار کے ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ بنو ثعلبہ بن یربوع ہیں جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں فلاں شخص کو قتل کیا تھا۔ تو نبی کریم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے باآواز بلند فرمانے لگے کہ خبردار کوئی کسی پر جنایت نہ کرے۔ [39]

اخلاقی پہلو:

صدقات میں افضل یہ ہے کہ اپنے اہل وعیال سے شروع کرے پھر الاقرب فالاقرب۔

خلاصہ بحث

اس ارٹیکل کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے۔ کہ نبی کریم "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" نے اخلاق کا ایک اعلی اور کارآمد نمونہ پیش کیا۔ جو نہ صرف ہر ایک کے لئے قابل قبول ہے۔ بلکہ قابل عمل بھی ہے۔ آپ کے اخلاقی معیارات آفاقی اور دائمی ہونے کے ساتھ فطری بھی ہیں جس سے معاشرے میں مثبت اقدار کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ آپ "علیہ الصلاۃ والتسلیمات" کے حسن اخلاق کا تصور صرف انسانوں تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کے حدود جانوروں اور بے جانوں تک پھیلا ہوئے ہیں۔ اپنوں اور غیروں، رشتہ داروں دوستوں حتی کہ دشمنوں تک سے آپ نے نہات فراخدلی، صبر و تحمل اور ہمدردی کا رویہ رکھا اور ان کو بلند اخلاق اپنانے کا عملی مظاہرہ پیش کیا۔

المصادر والمراجع

---

[1] الحاكم النيسابوري ،أبو عبد الله، محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني (المتوفى: 405هـ)، المستدرك على الصحيحين، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، بيروت، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1411 – 1990، عدد الأجزاء: 4، 534/2, باب: تَفْسِيرُ سُورَةِ الطَّلَاقِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، رقم الحديث: 3820

[2] أحمد بن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط – عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ - 2001 م، 89/25-97، رقم الحديث: 15798

[3] البخاري ، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله الجعفي، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، 1422هـ، عدد الأجزاء: 9، ، 23/1، بَابُ مَا جَاءَ فِي العِلْمِ. وَقَوْلِهِ تَعَالَى: {وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا} [طه: 114]، رقم الحديث: 63

[4] الطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم (المتوفى: 360هـ)، المعجم الأوسط، المحقق: طارق بن عوض الله بن محمد , عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني، دار الحرمين، القاهرة، عدد الأجزاء: 10، 172/9، رقم الحديث: 9448

[5] الدينوري ، أبو بكر أحمد بن مروان المالكي (المتوفى : 333هـ)، المجالسة وجواهر العلم، المحقق : أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان، جمعية التربية الإسلامية (البحرين – أم الحصم) ، دار ابن حزم (بيروت – لبنان)، 1419هـ، عدد الأجزاء : 10 (8 أجزاء ومجلدان للفهارس) ، 404/2، رقم الحديث: 584

[6] النسائي، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني (المتوفى: 303هـ)، المجتبى من السنن = السنن الصغرى للنسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، – حلب، الطبعة: الثانية، 1406 – 1986، عدد الأجزاء: 9 (8 ومجلد للفهارس)، ، 262/6، رقم الحديث: 3688

[7] البيهقي، أبو بكر أحمد بن الحُسَين بن عليٍّ (384 - 458 هـ)، السنن الكبير، تحقيق: الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي، مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية (الدكتور / عبد السند حسن يمامة)، الطبعة: الأولى، 1432 هـ - 2011 م، عدد الأجزاء: 22،، 249/18، رقم الحديث: 18129؛ 127/9، رقم الحديث: 18074

[8] ابن زنجويه، أبو أحمد حميد بن مخلد بن قتيبة بن عبد الله الخرساني (المتوفى: 251هـ)، الأموال لابن زنجويه، تحقيق الدكتور: شاكر ذيب فياض الأستاذ المساعد - بجامعة الملك سعود، الناشر: مركز الملك فيصل للبحوث والدراسات الإسلامية، السعودية، الطبعة: الأولى، 1406 هـ - 1986 م، عدد الأجزاء: 2، ، 312، رقم الحديث: 484

[9] الطبراني، (المتوفى: 360هـ)، المعجم الكبير، المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية، - القاهرة، الطبعة: الثانية، عدد الأجزاء:25، ، 302/19، رقم الحديث: 673

[1010] المَرْوَزِي، أبو عبد الله محمد بن نصر بن الحجاج (المتوفى: 294هـ)، تعظيم قدر الصلاة، المحقق: د. عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي، المدينة المنورة، مكتبة الدار ، الطبعة: الأولى، 1406، عدد الأجزاء: 2، 531/2، رقم الحديث: 590

[11] النسائي، (المتوفى: 303هـ)، السنن الكبرى، حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي، أشرف عليه: شعيب الأرناؤوط، قدم له: عبد الله بن عبد المحسن التركي، لناشر: مؤسسة الرسالة ، بيروت، الطبعة: الأولى، 1421 هـ - 2001 م، عدد الأجزاء: (10 و 2 فهارس) ، ، 269/4، رقم الحديث: 11455

[12] البيهقي، السنن الكبير، 600/16، رقم الحديث: 16765

[13] الباغندي, الكبير محمد بن سليمان بن الحارث الواسطي، أبو بكر الباغَندي، والد الحافظ محمد بن محمد الباغَندي (المتوفى: 283هـ)، أمالي الباغندي، تحقيق: أشرف صلاح علي، مؤسسة قرطبة، مصر، الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997 م، عدد الأجزاء: 1، ص:64، رقم الحديث: 53

[14] البيهقي، (384 - 458 هـ)، الخلافيات بين الإمامين الشافعي وأبي حنيفة وأصحابه، تحقيق ودراسة: فريق البحث العلمي بشركة الروضة، بإشراف محمود بن عبد الفتاح أبو شذا النحال، الروضة للنشر والتوزيع، القاهرة - جمهورية مصر العربية، الطبعة: الأولى، 1436 هـ - 2015 م، عدد الأجزاء: 8 (الأخير فهارس)، 56/4، رقم الحديث: 2822

[15] الخَلَّال، أبو بكر أحمد بن محمد بن هارون بن يزيد البغدادي الحنبلي (المتوفى: 311هـ)، السنة، المحقق: د. عطية الزهراني، دار الراية – الرياض، الطبعة: الأولى، 1410هـ - 1989م، عدد الأجزاء: 7 (المتوفر إلكترونيا هو أول 5 فقط ونكمل الباقي إن شاء الله)، 584/3، رقم الحديث: 1021

[16] البيهقي، (المتوفى: 458هـ)، شعب الإيمان، تحقيق: الدكتور عبد العلي عبد الحميد حامد، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض، الطبعة: الأولى، 1423 هـ - 2003 م، عدد الأجزاء: 14 (13، ومجلد للفهارس)، ، 367/13، رقم الحديث: 10488

[17] الهيثمي، الهيثمي، أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان (المتوفى: 807هـ)، المقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي، تحقيق: سيدكسروي حسن، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان، عدد الأجزاء: 4، 17/3، رقم الحديث: 994

[18] الطبراني، (المتوفى: 360هـ)، الأحاديث الطوال، المحقق: حمدي بن عبدالمجيد السلفي، مكتبة الزهراء – الموصل، الطبعة: الثانية، 1404 – 1983، عدد الأجزاء: 1، ص:193، إِسْلَامُ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ يُكَنَّى أَبَا طَرِيفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، رقم الحديث: 1

[19] أحمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، 394/38، رقم الحديث: 23377

[20] الأزدي ، أبو محمد عبد الغني بن سعيد بن علي بن بشر بن مروان الأزدي المصري (المتوفى: 409هـ)، الغوامض والمبهمات

في الحديث النبوي، المحقق: د / حمزة أبو الفتح بن حسين قاسم محمد النعيمي، دار المنارة، الطبعة: الأولى 1421 هـ - 2000 م، عدد الأجزاء: 1، 689/1، رقم الحديث: 593

21 ابن حبان، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى: 354هـ)، الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، ترتيب: الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي (المتوفى: 739 هـ)، حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى، 1408 هـ - 1988 م، عدد الأجزاء: 18 (17 جزء ومجلد فهارس)، ، 301/12، رقم الحديث: 5489

22 صحيح البخاري (5/ 168)، رقم الحديث:4367 ، (6/ 137)، رقم الحديث: 4847

23 ابن ابی عاصم، أبو بكر بن أبي عاصم، أحمد بن عمرو بن الضحاك بن مخلد الشيباني (المتوفى: 287هـ)، الآحاد والمثاني، المحقق: د. باسم فيصل أحمد الجوابرة، الناشر: دار الراية – الرياض، الطبعة: الأولى، 1411 – 1991، عدد الأجزاء: 6، ، 104/4 ، رقم الحديث: 2074

24 البيهقي، (المتوفى: 458هـ)، السنن الكبرى، المحقق: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنات، الطبعة: الثالثة، 1424 هـ - 2003 م ، (7/ 39)، رقم الحديث: 13212

25 النسائي، السنن الكبرى، 433/8، رقم الحديث: 9615

26 البيهقي، شعب الإيمان، 8/ 224، رقم الحديث: 5730

27 الحاكم النيسابوري ، أبو عبد الله، محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني المعروف بابن البيع (المتوفى: 405هـ)، المستدرك على الصحيحين، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الأولى، 1411 – 1990، عدد الأجزاء: 4، 710/3، رقم الحديث: 6569

28 البيهقي، السنن الكبير، 385/13، رقم الحديث: 13274

29 البيهقي، السنن الكبير، 227/12، رقم الحديث: 11951

30 البخاري ، صحيح البخاري، 168/5، رقم الحديث: 4365

31 احمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل ، (32/ 177)، رقم الحديث: 19435، حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

32الحاكم الكبير, أبو أحمد محمد بن محمد بن أحمد بن إسحاق النيسابوري الكرابيسي المعروف (المتوفى: 378هـ)، ما اتصل إلينا من فوائد أبي أحمد الحاكم، المحقق: أحمد بن فارس السلوم، دار ابن حزم، الطبعة: الأولى 1425 هـ - 2004 م، عدد الأجزاء: 1، ص: 58، رقم الحديث: 5

33 البخاري، صحيح البخاري (8/ 2)، رقم الحديث: 5971، بَابُ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ:

34 ابن ناصر الدين، محمد بن عبد الله (أبي بكر) بن محمد ابن أحمد بن مجاهد القيسي الدمشقي الشافعي، شمس الدين، (المتوفى: 842هـ)، تنوير الفكرة بحديث بهز بن حكيم، تحقيق وتعليق: أبي عبد الله مشعل بن باني الجبرين المطيري، دار ابن حزم، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422 هـ - 2001 م، عدد الأجزاء: 1، ص: 257

35البيهقي، السنن الكبرى, (117/15- 116)، رقم الحديث: 14841

36 احمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل ، 244/33، رقم الحديث: 20045

37حاکم النیسابوری، المستدرك على الصحيحين (2/ 117) رقم الحديث: 2511

38أخي ميمي، أَبُو الحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ الحُسَيْنِ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ هَارُوْنَ البَغْدَادِيُّ الدَّقَّاقُ (المتوفى: 390هـ)، فوائد ابن أخي ميمي الدقاق، تحقيق: نبيل سعد الدين جرار، الناشر: دار أضواء السلف، الرياض ، الطبعة: الأولى، 1426 هـ - 2005 م، عدد الأجزاء: 1، (ص: 180)، رقم الحديث: 360

39 البيهقي ، السنن الكبرى (8/ 599)، رقم الحديث: 17699